www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

قسط ۱

غازی عزیر

ابوالبشر
حضرت آدم علیہ السلام کی خطاء

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ قرآنِ کریم میں کچھ اس طرح بیان ہوا ہے، سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۔ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ"[1]

ترجمہ: "اور کہا ہم نے کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جو چاہو بفراغت کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے شمار ہوگے پھر شیطان نے ان دونوں سے اس درخت کی وجہ سے لغزش کرادی پس ان کو خارج کروا دیا اس حالت سے کہ جس میں وہ تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ نیچے اترو، تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن ہوں گے، تمہیں ایک خاص معیاد تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں گذر بسر کرنا ہے۔"

سورۂ اعراف میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

---

[1] سورۃ البقرۃ: ۳۵، ۳۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ"۔ [1]

ترجمہ: اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو پھر جس جگہ سے تم دونوں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے قریب مت جاؤ کہ کبھی ظالمین میں سے ہو جاؤ پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ جانیے میں آپ دونوں کا خیر خواہ ہوں پس ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جو درخت کو چکھا دونوں کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے ممانعت نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ اسی سورۂ اعراف میں تھوڑا آگے چل کر مزید ارشاد ہوتا ہے:

"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا"۔ [2]

"ترجمہ: اے بنی آدم ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا دیئے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے"

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ۔ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ

[1] سورۃ الاعراف ۔ ۲۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ
إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ
فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ
وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ
عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ۔[1]

"ترجمہ:۔ اور اس سے قبل ہم آدم کو ایک تاکیدی حکم دے چکے تھے سو ان سے غفلت (اور بے احتیاطی) ہوگئی اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی، اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے کہ اس نے انکار کیا پھر ہم نے (آدم سے) کہا کہ اے آدم (یاد رکھو) یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ (آرام) ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے پھر ان کو شیطان نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تم کو ہمیشگی (کی خاصیت) کا درخت بتلاؤں اور ایسی بادشاہی کہ جس میں کبھی ضعف نہ آوے سو (اس کے بہکانے سے) دونوں نے اس درخت سے کھا لیا تو دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھانپنے کو) دونوں اپنے اوپر جنت کے (درختوں کے) پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔

ان تمام آیات پر غور و خوض کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جب شیطان نے حضرت آدمؑ کو ایک مشفق، ناصح اور خیر خواہ دوست کے بھیس میں آکر جاوداں زندگی اور سلطنتِ لازوال کا لالچ دیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی قوتِ ارادی چونکہ اتنی مضبوط نہ تھی کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی پیشگی تنبیہ، نصیحت و فہمائش کو یاد رکھتے ہوئے شیطان کے دیئے ہوئے لالچ کا ثابت قدمی اور سختی کے ساتھ مقابلہ کرتے، ان پر اس شیطانی تحریص کا حربہ کام کر گیا۔ یہی وہ "بھول"

[1] سورۃ طٰہٰ۔ ۱۵ تا ۱۲۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا "لغزش" یا "فقدانِ عزم" تھا جس کی طرف اوپر آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس "لغزش" کو "گناہ" یا "نافرمانی" کہنے سے "عصمتِ آدم" پر حرف آتا ہے کیونکہ ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک متفقہ طور پر انبیاء علیہم السلام تمام گناہ صغیرہ کبیرہ سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں اور جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، البتہ ذاتی اعمال و افعال یا اجتہادی رائے میں ان سے سہو و نسیان کا صدور ممکن ہے مگر ایسے امور جن کا تعلق تبلیغ و تعلیم و تشریح سے ہو ان امور میں سہو و نسیان قطعاً ناممکن ہے۔

خود قرآن کریم نے سورۂ بقرہ میں اسے ایک معمولی سی "لغزش" کہا ہے

"فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ"

ترجمہ: شیطان نے ان دونوں سے لغزش کرا دی۔

عربی لغت میں "زلت" کے معنی "لغزش" کے ہیں، "اِزلال" کسی کو لغزش دینے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے "فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ" کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے۔ "شیطان نے ان دونوں کو (اس درخت کی ترغیب دے کر) ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا"[1]۔ سورۂ اعراف اور سورۂ طٰہٰ میں اسے "شیطانی وسوسہ" اور "شیطانی فتنہ" سے تعبیر کیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

"فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ"

ترجمہ: شیطان نے ان کو پھسلا دیا یا بہکا دیا۔

اور "فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ"۔ پھر آگے چل کر سورۂ طٰہٰ میں یہ وضاحت بھی فرما دی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بالقصد و ارادہ کوئی گناہ یا سرکشی و سرتابی یا نافرمانی نہیں کی تھی بلکہ "فقدانِ عزم" و نسیان کے باعث نیز تلبیس ابلیس کے زیرِ اثر ان سے یہ لغزش سرزد ہو گئی تھی۔ آیت:

"وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا"

ترجمہ:۔ بلاشبہ ہم نے آدم علیہ السلام سے ایک اقرار لیا تھا پس وہ اس کو بھول گیا اور ہم نے اس کو پختہ ارادہ کا نہیں پایا۔

---

[1] تفہیم القرآن للمودودی (تفسیر سورۂ بقرہ) ج ۱ ص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت آدم علیہ السلام کو ہر قسم کے ارادی اور عمدی گناہ سے پاک وصاف ظاہر کر کے ان کی عصمت کے مسئلہ کو زیادہ محکم اور مضبوط بناتی ہے کہ اس آیت میں "عَهِدْنَا" کے معنی عربی لغت میں "اَمَرْنَا" اور "وَصَّيْنَا" کے ہیں جیسا کہ بحر المحیط اور تفسیر جلالین وغیرہ میں مذکور ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اقرار لیا تھا یا وصیت کی تھی یا تاکیدی حکم دیا تھا۔

تصریحاتِ بالا کی روشنی میں بعض مفسرین کے نزدیک سورۂ طٰہٰ کی آیت "وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى" کے لفظی معنی "اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا" نہ لے کر اگر یہ معنی لئے جائیں "اور حضرت آدم ؑ سے اپنے رب کا قصور ہوگیا اور وہ خسارہ میں پڑ گئے" تو شاید غلط نہ ہوگا کیونکہ ایک طرف تو ایسا کرنے سے برگزیدہ نبی حضرت آدم ؑ کی عصمت مجروح ہونے سے بچ جاتی ہے اور دوسری طرف "عصیان" اور "غوایت" کے یہ معنی لغوی اعتبار سے تاویل بعید یا دور از کارِ توجیہات کے زمرہ میں بھی نہیں آتے۔ عربی لغت کی مشہور کتب میں سے "لسان العرب" اور "اقرب الموارد" وغیرہ میں مذکور ہے کہ "اَلْمَعْصِيَةُ۔ مَصْدَرٌ وَقَدْ تُطْلَقُ عَلَى الزَّلَّةِ مَجَازًا" (یعنی معصیت مصدر ہے اور کبھی اس کا اطلاق مجازاً لغزش پر ہوتا ہے) اسی طرح "غَوٰى" کا اطلاق ضَلَّ (یعنی گمراہ ہوگیا یا بہک گیا) اور "خَابَ" (یعنی نقصان میں پڑ گیا) پر بھی ہوتا ہے۔ ائمہ تفسیر میں سے قرطبیؒ اور قشیریؒ نے "غَوٰى" کے معنی نقصان میں پڑنا، زندگی تلخ ہونا اور عیش خراب ہونا لئے ہیں مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو عیش جنت میں حاصل تھا وہ نہ رہا اور زندگی تلخ ہوگئی۔

اگر واقعہ سے متعلق تمام نصوصِ قرآن کو جو حضرت آدم علیہ السلام کی جلالت قدر و عظیم الشان مرتبت، صفوت و برگزیدگی اور تقرب در بارگاہ الٰہی نیز اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہونا وغیرہ ظاہر کرتی ہیں، کو یکجا جمع کر کے مطالعہ کیا جائے تو حضرت آدم علیہ السلام کی عصمت کا مسئلہ ایک نا قابلِ انکار حقیقت بن کر سامنے آتا ہے اور اس امر میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آں علیہ السلام کی وہ "لغزش" اور "بھول" اگرچہ قبل از نبوت اور غیر اختیاری ہونے کے سبب گناہ نہ تھی مگر پھر بھی چونکہ ان کے مرتبہ سے کمتر اور غیر مناسب تھی لہٰذا ان کو متنبہ کرنے کے لئے "عَصٰى" اور "غَوٰى" جیسے زیادہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلِ گرفت اور سخت الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

قاضی ابوبکر ابن عربیؒ نے سورۂ طٰہٰ میں وارد شدہ لفظ "عصیٰ" کے بارے میں ایک اہم بات فرمائی ہے جو انہیں کے الفاظ میں پیشِ خدمت ہے:

"لَا يَجُوزُ لِأَحَدِنَا الْيَوْمَ أَنْ يُخْبِرَ بِذٰلِكَ عَنْ آدَمَ إِلَّا إِذَا ذَكَرْنَاهُ فِي أَثْنَاءِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى عَنْهُ أَوْ قَوْلِ نَبِيِّهٖ، فَأَمَّا أَنْ يَّبْتَدِئَ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِجَائِزٍ لَنَا فِي آبَائِنَا الْأَدْنَيْنَ إِلَيْنَا الْمُمَاثِلِيْنَ لَنَا فَكَيْفَ فِيْ أَبِيْنَا الْأَقْدَمِ الْأَعْظَمِ الْأَكْرَمِ النَّبِيِّ الْمُقَدَّمِ الَّذِيْ عَذَرَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَتَابَ عَلَيْهِ وَغَفَرَ لَهٗ." [1]

"ہم میں سے کسی کے لئے آج یہ جائز نہیں ہے کہ آدم علیہ السلام کی طرف یہ لفظ عصیان منسوب کرے بجز اس کے کہ قرآن کی اس آیت کے یا کسی حدیثِ نبویؐ کے ضمن میں آیا ہو وہ بیان کرے لیکن یہ کہ اپنی طرف سے یہ لفظ ان کی طرف منسوب کرنا ہمارے اپنے قریبی آباؤ اجداد کے لئے بھی جائز نہیں پھر ہمارے سب سے پہلے باپ جو ہر حیثیت سے ہمارے آبا سے مقدم اور اعظم و اکرم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے معزز پیغمبر ہیں جن کا عذر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور معافی کا اعلان کر دیا ان کے لئے تو کسی حال میں جائز نہیں ہے۔"

علامہ قرطبیؒ اور ابو نصر قشیریؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ:

"اس لفظ کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو عاصی اور غاوی کہنا جائز نہیں ہے اور قرآنِ کریم میں جہاں کہیں کسی نبی یا رسول کے بارے میں ایسے الفاظ آئے ہیں تو یا وہ خلافِ اولیٰ امور ہیں یا نبوت سے قبل کے ہیں۔ اس لئے بضمن آیاتِ قرآن و روایاتِ حدیث تو ان کا تذکرہ درست ہے لیکن اپنی طرف سے ان کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔"

(قرطبی)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت

[1] احکام القرآن وکذا فی التفسیر للقرطبی والبحر المحیط

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اس مخصوص درخت سے دور رہنے کی جو تاکید و ہدایت کی گئی تھی وہ محض اس لئے تھی کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کا امتحان و اختبار مقصود تھا[1] اور وہ اس امتحان میں پختہ ارادہ وعزم کے حامل ثابت نہ ہوئے۔

یہ تھی قرآن کریم کی روشنی میں حضرت آدم علیہ السلام کی خطاء کی تفصیل، اب اس خطاء کی مغفرت کے متعلق ایک مشہور حدیث اور اس کا علمی تجزیہ پیش خدمت ہے۔ اس حدیث کو مولانا ذکریا صاحب کاندھلوی مرحوم (سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، یوپی) نے تصوف کے طریق پر ترتیب دی جانے والی اپنی مشہور زمانہ تالیف "تبلیغی نصاب" کے حصہ فضائل ذکر میں اس طرح بیان کیا ہے:

"عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَذْنَبَ آدَمُ الذَّنْبَ الَّذِي أَذْنَبَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ إِلَّا غَفَرْتَ لِي فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ مَنْ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى عَرْشِكَ فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَعْظَمَ عِنْدَكَ قَدْرًا عَمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ اسْمِكَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ يَا آدَمُ إِنَّهُ آخِرُ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ وَلَوْلَا هُوَ مَا خَلَقْتُكَ"[2]

"ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جب گناہ صادر ہو گیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعاو استغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ) آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴ [2] تبلیغی نصاب (فضائل ذکر عکسی ص ۹۵-۹۶ طبع دہلی و ص ۱۱۲ طبع ملتان)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔"

علم حدیث کا ادنیٰ سا طالب علم بھی بخوبی اس حقیقت سے واقف ہے کہ مولانا زکریا مرحوم نے اپنی اس کتاب میں سینکڑوں عجائب وغرائب، منکر وضعیف، باطل اور موضوع روایات کو جگہ دی ہے اور انہی روایات میں سے ایک مشہور حدیث یہ بھی ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق اور وسیلہ سے مغفرت طلب فرماتے ہیں۔

اس حدیث کے مقام ومرتبہ پر بحث کرنے سے قبل اس حدیث کے اردو ترجمہ میں ان مقامات کی نشاندہی کر دینا نامناسب نہ ہوگا جو قابلِ اعتراض ہیں، مثلاً اس ترجمہ میں "جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے اور استغفار کرتے رہتے تھے الخ" نہ معلوم کس عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ "جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے" کے ورود کا سبب تو شاید گناہ آدم کی نسبت سے یا اس کی وضاحت کے لئے ہو لیکن "تو ہر وقت روتے اور دعا و استغفار کرتے رہتے تھے" کے ورود کا سبب سمجھ میں نہ آسکا، نیز یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو جنت سے اتر جانے کا جو حکم دیا گیا تھا وہ کسی گناہ کی سزا کے طور پر نہ تھا جیسا کہ مولانا زکریا صاحب مرحوم کے ترجمہ کی عبارت "جس کی وجہ سے" سے مترشح ہوتا ہے، بلکہ اس علم الٰہی سے تو اس اعلیٰ مقصد و منشاء کی تکمیل مقصود تھی جس کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تھا۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔" [1]

ترجمہ:۔ اور (یاد کرو) جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں بلاشبہ زمین میں (انسان کو) خلیفہ بنانے والا ہوں، فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد اور خونریزیاں

[1] سورۃ البقرۃ۔ ۳۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں تیری حمد کی اور تقدیس کرتے رہتے ہیں تیری۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے"
یہ تھا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا منشاء و مقصد۔ قرآن و حدیث میں ایسی کوئی نص موجود نہیں ہے جو بتاتی ہو کہ عالم ارضی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دار العذاب تھا نیز قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اس امر کی تصریح بھی کر دی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کرکے ان کی لغزش کو معاف فرما دیا تھا اور انہیں دوبارہ اپنی رحمت و توجہ و تقرب کا مستحق بنا کر نبوت و رسالت کا مقام بلند عطا فرمایا تھا، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى" [1]

"پھر اس کے رب نے اسے برگزیدہ کیا اور اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے ہدایت بخشی۔"

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی مرحوم سورۂ بقرہ کی آیت قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا [2] (یعنی ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ) کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس فقرے کا دوبارہ اعادہ معنی خیز ہے۔ اوپر کے فقرے میں یہ بتایا گیا ہے کہ آدمؑ نے توبہ کی اور اللہ نے قبول کر لی، اس کے معنی یہ ہوئے کہ آدمؑ اپنی نافرمانی پر عذاب کے مستحق نہ رہے گناہ گاری کا جو داغ ان کے دامن پر لگ گیا تھا وہ دھو ڈالا گیا۔ نہ یہ داغ ان کے دامن پر رہا نہ ان کی نسل کے دامن پر.... اب جو جنت سے نکلنے کا حکم پھر دہرایا گیا تو اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قبولِ توبہ کا یہ مقتضیٰ نہ تھا کہ آدمؑ کو جنت ہی میں رہنے دیا جاتا اور زمین پر نہ اتارا جاتا۔ زمین ان کے لئے دار العذاب نہ تھی، وہ یہاں سزا کے طور پر نہیں اتارے گئے بلکہ انہیں زمین کی خلافت [3] ہی کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ جنت ان کی اصل جائے قیام نہ تھی۔ وہاں سے نکلنے کا حکم ان کے لئے سزا کی حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اصل تجویز تو ان کو زمین ہی پر اتارنے کی تھی، البتہ اس سے پہلے ان کو

[1] سورۃ طٰہٰ۔ ۱۲۲ [2] سورۃ البقرۃ۔ ۳۸ [3] اس موضوع پر راقم کا مفصل مضمون بعنوان "کیا انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے؟" مطالعہ فرمائیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس امتحان کی غرض سے جنت میں رکھا گیا تھا الخ [۱]"

اور سورۃ الأعراف کی آیت " قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ " (یعنی فرمایا۔ اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو) [۲] کی شرح میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم فرماتے ہیں۔

" یہ شبہ نہ کیا جائے کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت سے اتر جانے کا یہ حکم سزا کے طور پر دیا گیا تھا۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اس کی تصریح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں معاف کر دیا لہٰذا اس حکم میں سزا کا پہلو نہیں ہے بلکہ اس منشاء کی تکمیل ہے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا۔" [۳]

اسی بات کی وضاحت کے لئے پاکستان کے سابق مفتیٔ اعظم مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم نے بھی "معارف القرآن" میں سورۂ بقرہ کی تفسیر فرماتے ہوئے ایک عنوان اس طرح مقرر کیا ہے۔ "آدم کا زمین پر اترنا سزا کے طور پر نہیں بلکہ ایک مقصد کی تکمیل کے لئے تھا۔" [۴]

جہاں تک حدیث میں مذکورہ لفظ "ذنب" یعنی "گناہ" کا تعلق ہے تو اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی "لغزش" یا "خطاء" مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔ قرآن میں اسے "لغزش" ہی بتایا گیا ہے اور حاکم کی روایت میں واضح طور پر "ذنب" کی جگہ "خطاء" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد مولانا مرحوم فرماتے ہیں:

أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيْرِ وَالْحَاكِمُ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ كِلَاهُمَا فِي الدَّلَائِلِ وَابْنُ عَسَاكِرٍ فِي الدُّرِّ وَفِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالصَّغِيْرِ وَفِيْهِ مَنْ لَمْ أَعْرِفْهُمْ قُلْتُ وَيُؤَيِّدُ الْآخِرَ الْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ قَالَ الْقَارِيْ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ الْكَبِيْرِ مَوْضُوْعٌ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَفِي التَّشَرُّفِ مَعْنَاهُ ثَابِتٌ وَيُؤَيِّدُ الْأَوَّلَ مَا وَرَدَ فِيْ غَيْرِ رِوَايَةٍ مِنْ أَنَّهٗ مَكْتُوْبٌ عَلَى الْعَرْشِ

---

[۱] تفہیم القرآن للمودودی ج ۱ ص ۶۸-۶۹ حاشیہ نمبر ۵۳ [۲] سورۃ الأعراف - ۲۴
[۳] تفہیم القرآن للمودودی ج ۲ ص ۱۸ حاشیہ نمبر ۱۴ [۴] معارف القرآن مصنفہ مفتی محمد شفیع مرحوم ج ۱ ص ۱۴۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَوْرَاقِ الْجَنَّةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا بَسَطَ طُرُقَهٗ السُّيُوْطِيُّ فِيْ مَنَاقِبِ اللَّاٰلِيْ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ وَبَسَطَ لَهٗ شَوَاهِدَ اَيْضًا فِيْ تَفْسِيْرِهٖ فِيْ سُوْرَةِ "اَلَمْ نَشْرَحْ"۔ [1]

لیکن مولانا مرحوم نے اس عربی عبارت کا اردو ترجمہ شاید کسی خاص مصلحت کی بنا پر تحریر نہیں فرمایا ہے۔ تھوڑا آگے چل کر مولانا مرحوم مزید تحریر فرماتے ہیں۔

"اس لئے جو روایات میں ذکر کیا گیا ان سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ حضور ؐ کا وسیلہ اختیار فرمایا دوسرا مضمون عرش پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے الخ" [2]

تمام علمائے حق نے دعا و استغفار کے لئے کسی کا "وسیلہ" و واسطہ اختیار کرنا ازروئے شریعت قطعاً ناجائز قرار دیا ہے پھر کیونکر ایک برگزیدہ نبی کے متعلق یہ بدگمانی کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے اپنی مغفرت کے لئے کسی اور کا وسیلہ و واسطہ اختیار کیا ہوگا۔ وسیلہ کے اثبات کے لئے جتنی بھی روایات وارد ہیں وہ سب یا تو سنداً و متناً باطل اور موضوع ہیں یا پھر اس قدر ضعیف کہ ان سے احتجاج درست نہیں ہے، چنانچہ علامہ حافظ ابن تیمیہؒ "وسیلہ کے متعلق موضوع احادیث" کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں۔

"اس باب میں جتنی حدیثیں بھی روایت کی گئی ہیں سب کی سب ضعیف بالکل بے بنیاد بلکہ موضوع ہیں ائمہ اسلام میں سے کسی ایک نے ان سے حجت نہیں پکڑی اور نہ انہیں قابل اعتماد کہا ہے الخ" [3]

جن لوگوں نے "وسیلہ" کو جائز کہا ہے تو ان کا یہ قول محض لاعلمی و جہالت کی دلیل ہے چونکہ وسیلہ ایک الگ اور مستقل موضوع ہے اور الحمد للہ اس موضوع پر کبار علمائے سلف و خلف کی متعدد معرکۃ الآراء تصانیف موجود ہیں اس لئے اس پہلو پر بخوفِ طوالت گفتگو سے گریز کیا جاتا ہے۔ جو شائقین اس مسئلہ کی حقیقت جاننا چاہیں وہ مجموع فتاویٰ لابن تیمیہؒ القاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ لابن تیمیہؒ اور کتاب التوسل۔ انواعہ واحکامہ للشیخ

[1] تبلیغی نصاب (فضائل ذکر) علی ص ۹۵-۹۶ [2] ایضاً ص ۹۶-۹۷

[3] القاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ لابن تیمیہ ص ۸۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ناصر الدین الالبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

جہاں تک مولانا مرحوم کے جنت کے اوراق یا عرش وغیرہ پر کلمہ کے لکھے ہوئے ہونے والی روایات ذکر کرنے کا تعلق ہے تو وہ بھی انتہائی ضعیف ہیں جن سے استشہاد یا دوسری ضعیف وموضوع احادیث کے لئے تائید تلاش کرنا فعل عبث ہے۔ مولانا مرحوم نے "تبلیغی نصاب"[۱] کے بعض مقامات پر کسی ہندوستانی شجر کے پھل کے اندر سبز پتہ پر کلمہ لکھے ہونے یا ایلہ کی کسی مچھلی کے ایک کان پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے کان پر محمد رسول اللہ لکھے ہونے والے جو قصص بیان کئے ہیں ان کی حقیقت الف لیلاوی ہفوات سے چنداں مختلف نہیں ہے، جن پر یقین وایمان لانا احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔

اب اس روایت کے طرق، کوائف رواۃ اور عند المحدثین اس کے مقام ومرتبہ پر تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

اس حدیث کو طبرانی ؒ نے "المعجم الصغیر"[۳] میں بطریق محمد بن داؤد بن اسلم الصدفی المصری ثنا احمد بن سعید المدنی الفهری ثنا عبداللہ بن اسماعیل المدنی عن عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم روایت کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (م ۴۰۵ھ) نے اس حدیث کو معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ یوں روایت فرمایا ہے۔

"قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ أَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ قَالَ يَا رَبِّ لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلٰى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ إِنَّهُ أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ اُدْعُنِيْ بِحَقِّهِ

۱ۓ تبلیغی نصاب (فضائل ذکر ص ۱۱۴ طبع ملتان) ۲ۓ ایضاً ۳ۓ المعجم الصغیر للطبرانی ص ۲۰۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ"۔ [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدمؑ نے خطاء کا ارتکاب کیا تو کہا اے رب میں بحق محمدؐ آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے اللہ تعالی نے فرمایا: اے آدم تو نے محمدؐ کو کیسے پہچانا اور میں نے اس کو پیدا نہیں کیا ہے؟ کہا اے رب جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی، میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو عرش کے قوائم پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، میں نے جان لیا کہ آپ نے اسے اپنے نام کے ساتھ جو ملایا ہے تو سب مخلوق میں آپ کو محبوب ہے اللہ تعالی نے فرمایا: آدم تو سچ کہتا ہے واقعی یہ مخلوق میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ اس کے حق سے دعا کر میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔"

حاکم کی اس روایت کا طریقِ اسناد یہ ہے: قال حدثنا أبو سعيد عمرو بن محمد منصور العدل ثنا أبو الحسن بن محمد بن اسحاق بن ابراهيم الحنظلي ثنا أبو الحارث عبد الله بن مسلم الفهري ثنا اسماعيل بن مسلمة أنبا عبد الرحمن بن زيد بن أسلم عن أبيه عن جده عن عمر بن الخطّاب رضي الله عنه به۔

ابوبکر الآجریؒ [2]، امام بیہقیؒ [3] اور ابن عساکرؒ [4] نے بھی اس حدیث کی تخریج ابوالحارث عبداللہ بن مسلم الفہری کے مذکورہ بالا طریق سے مرفوعاً کی ہے۔ علامہ ابوبکر الآجریؒ نے اپنی کتاب "الشریعہ" میں اس حدیث کی تخریج جس طریقِ اسناد کے ساتھ کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

قال حدثنا أبو بكر بن أبي داؤد قال حدثنا أبو الحارث الفهري أخبرني سعيد بن عمرو قال حدثنا أبو عبد الرحمن بن عبد الله بن اسماعيل بن

---

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۱۵ طبع مکتب المطبوعات حلب [2] کتاب الشریعہ للآجری ص ۴۲۷
[3] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما جاء فیما تحدث به صلی اللہ علیہ وسلم بنعمة ربه
[4] ج ۲ ق ۲ ص ۳۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنت ابی مریم قال حدثنی عبد الرحمٰن بن زید بن أسلم عن أبیہ عن جدہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بہ۔

(جاری ہے)

داخلہ

جامعۃ تعلیمات اسلامیۃ فیصل آباد میں درج ذیل شعبوں میں داخلہ شروع ہے:۔

۱۔ پرائمری پاس طلبہ کیلئے المتوسطہ
۲۔ المتوسطہ پاس طلبہ کے لئے الثانویہ
۳۔ الثانویہ پاس طلبہ کیلئے العالمیۃ
۴۔ العالمیۃ پاس طلبہ کے لئے الفضیلۃ
۵۔ مڈل/میٹرک پاس طلبہ کیلئے خصوصی کلاس۔ ۶۔ میٹرک/موقوف علیہ پاس طلبہ کیلئے فاضل عربی

علاوہ ازیں شعبۂ حفظ و تجوید۔

امتیازی خصوصیات • مکمل دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بی اے تک سکول/کالج کی تعلیم کا اہتمام • یونیورسٹی گرانٹس کمشن کی جانب سے جامعہ ہذا کی شہادۃ العالیۃ ایم اے عربی کے مساوی تسلیم شدہ • بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے معاونہ کی بناء پر یونیورسٹی میں داخلہ کی سہولت • قیام طعام، تعلیم بالکل مفت • حسب استعداد و صلاحیت و ضرورت ماہوار وظیفہ۔

طبیب بنیے: میٹرک پاس یا دینی مدارس کے فاضل حضرات کے علاوہ ثانویہ یا موقوف علیہ کے مستند حضرات جامعہ طبیہ اسلامیہ میں داخلہ حاصل کریں۔ طب اسلامی کو خدمت خلق اور معیشت کا ذریعہ بنائیں اور دینی علوم سے بہرہ ور ہوکر دعوت الی اللہ اور قرآن و سنت کے معلم بنیں۔

دینی طلبہ کے لیے: داخلہ کی درخواستیں ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ تک مع فوٹو اسٹیٹ اسناد پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواست پر والد یا سرپرست کے دستخط ضروری ہیں۔ داخلہ بعد از ٹیسٹ/انٹرویو ہوگا۔ داخلے کے وقت سرپرست کا ہمراہ آنا ضروری ہوگا۔

عبد الرحیم اشرف جامعۃ تعلیمات اسلامیۃ
سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد۔ فون: ۵۰۲۸۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ